رکھنے سے اجتناب کا حکم دیا تھا۔ علاوہ بریں ان کا بنیادی اصولوں سے انکار اپنی جماعت کا نیا نام مسلمانوں کے تمام نماز سے قطع تعلق، نکاح وغیرہ کے معاملات میں مسلمانوں سے بائیکاٹ اور ان سب سے بڑھ کر یہ اعلان کہ تمام دنیائے اسلام کافر ہے۔ یہ تمام امور قادیانیوں کی علیحدگی پر دال ہیں۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ وہ اسلام سے اس سے کہیں زیادہ دور ہیں جتنے سکھ ہندوؤں سے، کیونکہ سکھ ہندوؤں سے باہمی شادیاں کرتے ہیں مگر وہ ہندو کے مندروں میں پوجا نہیں کرتے ہیں[۱۲۷]"

اس علیحدگی اور مقاطعت و متارکت کے باوجود مرزائی ہم سے رواداری اور حسن ظن کی امید رکھتے ہیں۔ وہ تو ہمیں کافر سمجھیں مگر ادھر سے اسلام کی تعریف کا مطالبہ بھی تفرقہ انگیزی اور شدت پسندی ہو ان دو طرفہ مفادات کی آخر وہ ملت مسلمہ سے کس بنیاد پر توقع رکھتی ہے۔؟ کیا اس وجہ سے کہ اس نے مسلمانوں کی آبروئے دنیا و دین متاع اوّلین و آخرین روح کائنات سرور عالمین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ردائے ختم نبوت اور خلعت ختم المرسلینی پر ڈاکہ ڈالا اور ملت مسلمہ کی غیرت ایمانی کو مجروح کیا۔ کیا کسی ملت کے قلعہ وحدت کو پاش پاش کرنے کی جرأت کا اتنا وافر صلہ دیا جا سکتا ہے جس کی مرزائیت ہم سے طلبگار ہے اور کیا حصار اسلام میں پے در پے نقب لگانے کے بعد بھی مرزائیت مسلمانوں کی کسی حکومت کی اتنی کرم فرمائیوں کی مستحق ہو سکتی ہے۔ کہنے کو تو بہت کچھ ہے مگر اپنے بعض کرم فرماؤں کی آزردہ دلی کو ملحوظ رکھتے ہوئے آج کی یہ تقریب اقبالؒ ہی کے الفاظ پر ختم کر کے دوسری فرصت پر اٹھانا چاہتے ہیں۔

"میرے خیال میں قادیانی حکومت سے کبھی علیحدگی کا مطالبہ کرنے میں پہل نہیں کریں گے۔ ملت اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گذرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے۔ کیونکہ وہ اس قابل نہیں کہ چوتھی جماعت کی حیثیت سے مسلمانوں کی برائے نام اکثریت کو ضرب پہنچا سکے حکومت نے ۱۹۱۹ء میں سکھوں کی طرف سے علیحدگی کے مطالبے کا انتظار نہ کیا اب وہ قادیانیوں سے ایسے مطالبے کا کیوں انتظار کر رہی ہے[۱۳۸]"

ممتاز قانون دان بروہی صاحب نے پشاور کی ایک تقریب میں علماء کے حق قانون سازی کے بارہ میں جس دل آزار انداز میں علماء پر تبصرہ کیا اسکی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے اگر علماء کو قرآن و حدیث